قرآن ایک رسمی چیز رہ جائیگا۔ اسلام صرف نام ہی نام رہیگا۔ مسلمانوں کا ایک بھی عمل کتاب و سنت کے مطابق نہ رہیگا۔ ان کی شادی قرآن و سنت کے خلاف، ان کی غمی مذہب کے خلاف ان کی عبادت و ریاضت صنعت و تجارت اسلام سے الگ۔ غرض تمام دینی و دنیوی امور اپنے خیال کے مطابق اور مذہب کے خلاف۔ سچ ہے۔ مسلمانان درگور و مسلمانی در کتاب۔ مسلمانو اٹھو ہوشیار ہو جاؤ۔ آنکھیں کھولو اکفر والحاد۔ تمرد و استبداد کو چھوڑو۔ اللہ کی رسی قرآن کو عمل کے ہاتھوں سے مضبوط پکڑو۔ ورنہ ڈر ہے کہ تمہارا نام صفحۂ ہستی سے معدوم نہ ہو جائے۔ قرآن فنا نہیں ہو سکتا۔ اس بارے میں صاف حکم ہے انا لہ لحافظون۔ ہم (اللہ) اس کے محافظ ہیں۔ مگر تم مٹ جاؤ گے فنا و برباد ہو جاؤ گے۔ اپنی حالت بدلو۔ قرآن کریم تم کو صاف اور واضح طور پر کہہ رہا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ؂

خدا نے آجتک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ✤ نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

دیکھو کہیں تمہیں بھی یہ کہنا نہ پڑے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ کاش ہم قرآن کو سنتے اور سمجھتے تو (آج) جہنمیوں میں نہ ہوتے ؂

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو ✤ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

آنحضورؐ کی تبلیغی زندگی

(از مولوی عبد الشکور صاحب لکوہری متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

یہ کون نہیں جانتا کہ رسول صلعم کی بعثت بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے تھی اور آپ انکو راہ ہدایت پر گامزن کرنے کیلئے بشیر و نذیر بنا کر مبعوث کئے گئے سوال یہ ہے کہ آپنے اس فرض منصبی کو کہانتک پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ ظاہر ہے کہ ہادی اسلام جب دنیا میں تشریف لائے تمام روئے زمین میں خدا کا ایک پرستار بھی نہ تھا۔ ان ظالموں نے خود خانۂ خدا میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ معبودان باطل رکھ چھوڑے تھے مگر جب آپ م دنیا سے عالم بقا کو کوچ کرتے ہیں تو تمام بت پرستیوں کا دیسے استیصال ہو چکا ہوتا ہے یہانتک کہ تمام عرب میں ایک بت پرست بھی نظر نہیں آتا ہے یہ محض اس مقدس کی سعی جمیل کا نتیجہ ہے جس نے اپنی زندگی کے ہر ایک لمحہ کو تبلیغ خداوندی میں صرف کر دیا چنانچہ آپ کو ابتدا ہی میں باری تعالیٰ کی جانب سے ارشاد ہوتا ہے وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ اے محمد اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خداوندی سے ڈرا دو دوسری جگہ فرمایا يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ چنانچہ آپنے اس فرمان الٰہی کو مصائب و شدائد کے مواقع پر بھی فراموش نہیں کیا۔ طائف میں جب کہ آپ پر اسی تبلیغ کی باداش میں پتھروں کی بوچھار ہو رہی تھی۔ آپ کے نعلین شریفین میں خون کی تہیں جم گئی تھیں اسوقت بھی آپنے دعوت الی اللہ کو ترک نہ فرمایا اور برابر فرمان خداوندی میں منہمک رہے عربوں کی اصلاح کیلئے ایک پہاڑی پر کھڑے ہو کر یا آل فہر و یا آل غالب کے نعروں سے سوتے ہوئے انسانوں کو بیدار کر دیا عکاظ کے سالانہ میلہ پر جبکہ تمام اہل عرب کا اجتماع کثیر ہوتا تھا آپ تنہا کھڑے ہو کر ان کے بڑے بت لات و عزیٰ کا ابطال کرتے تھے۔ آپ کا جانی دشمن ابو لہب پیچھے لگا ہوا آپ کو

دیوانہ بتا رہا ہے جادوگروں کا استاد ٹھیرا رہا ہے لیکن کسی کافر نے کبھی بھی آپ کو کاذب نہیں کہا اسلئے کہ دنیا کا ایک اہم اصول ہے کہ شہادت کا دارومدار جس سے واقعہ کی صحت یا نفی پر حکم لگایا جائے گواہوں کی قلت یا کثرت پر موقوف نہیں بلکہ شاہد کی ثقاہت پر ہے اس باب میں جس قدر آنحضورؐ درجۂ ثقاہت میں کامل پائے جاتے ہیں غالباً کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ابوجہل جیسے سرکش نے کہا تھا محمدؐ میں تمہیں کاذب نہیں سمجھتا لیکن تمہاری نصیحت پر ہمارا دل نہیں جمتا۔ ہرقل نے ابوسفیان کا جواب سنکر کہا تھا بھلا وہ شخص جو دنیاوی معاملہ میں کسی پر افترا و بہتان نہیں تراشتا وہ کیسے جرأت کرسکتا ہے کہ خدا پر افترا باندھے پس اگر ثقاہت ہو تو ایسی ہو کہ مخالفین بھی اعتراف صداقت کریں گو عناد کی وجہ سے اس کی دعوت کو قبول نہ کریں لیکن اس کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالنا اپنی حماقت سمجھیں اللہ اکبر شاہد کس قدر زور سے اٹھا ہے جس نے تمام پہاڑوں کو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کے نعروں سے بھر دیا ہے جو ساری دنیا کے خلاف مگر تنہا ایک غیر مانوس آواز کو ان کے دلوں میں راسخ کرنا چاہتا ہے جس کا انجام یہ ہوا کہ عرب کا بچہ بچہ اس نہتے شخص کا جانی دشمن ہوگیا۔ مگر اسے خدائی آواز سنانے سے مطلب۔ ڈوبتے ہوئے انسانوں کو نجات دلانے سے غرض چنانچہ ایک حدیث میں فرماتے ہیں میری اور تمہاری مثال ایسی ہے کہ تم آگ میں گر رہے ہو اور میں تمہاری کمر پکڑ کر اس سے خلاصی کی کوشش کر رہا ہوں مقام غور ہے کہ آپ نے ایسی حالت میں فرمان خداوندی کو کیونکر پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ گو آپ کا بظاہر کوئی حامی و مددگار نہ تھا مگر تائید غیبی برابر آپ کے سر پر سایہ فگن تھی۔ کیونکہ دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر است۔

آپ نے جن امور کو ان نا آشنا کانوں تک پہنچایا تھا وہ مندرجہ ذیل تھے۔ توحید و رسالت۔ حشر و نشر، جزا و سزا وغیرہ امور مذکورہ کو اللہ کے نبی نے معاندین کے قلوب میں براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ سے درجہ یقین تک پہنچا دیا اسی وجہ سے آپ کو قرآن پاک میں شاہد کے لقب سے یاد فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً۔ یعنی اے اللہ کے نبی ہم نے آپ کو شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے شاہد نے دنیا کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک ہزار در ہزار بنی نوع انسان کو اس پر گواہ نہیں بنا دیا۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر بار بار فرمایا الا ھل بلغت الا ھل بلغت قالوا نعم فلیبلغ الشاھد الغائب فرب مبلغ اوعی من السامع۔ لوگو کیا میں نے خدا کے احکام کو پہنچا دیا سب نے متفق ہو کر کہا ضرور پہنچا دیا فرمایا جو لوگ موجود ہیں غائبین کو خبر کر دیں یہ وہ موقعہ ہے جس کے بعد آپ تمام دنیا کو داغ مفارقت دینے والے ہیں اس وقت بھی فرمان خداوندی کو فراموش نہیں کیا۔

ایک دفعہ ربیعہ بنت معوذ (جنکی شادی اسی شب کو ہوئی تھی) کے گھر تشریف لیگئے اور دعوت الی اللہ فرمائی یعنی چند لڑکیوں نے حربیہ اشعار پڑھتے ہوئے بعض ایسے اشعار بھی پڑھے جو شرعی حیثیت سے درست نہ تھے تو ان کی بھی اصلاح فرمائی۔ قریب مرگ نواسی کو گود میں اٹھا کر شفقت فرماتے ہیں اور صبر و شکر کی تلقین کرتے ہیں اپنے فرزند ابراہیم کے جنازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور استقامت علی المصائب والشدائد کی بہترین تعلیم دیتے ہیں زندگی کے چند ایام اور باقی ہیں متواتر گیارہ دن کے بخار نے ضعیف و نحیف کر دیا ہے اتنی طاقت نہیں کہ کھڑے ہو سکیں حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت عباسؓ کے

سہارے مسجد نبوی میں تشریف لاتے ہیں اتنی طاقت نہیں کہ منبر کے اوپر کے زینہ پر تشریف رکھ سکیں لہذا نیچے ہی کے زینہ پر بیٹھ جاتے ہیں اور مواعظ حسنہ سے لوگوں کو محظوظ فرماتے ہیں اور تبلیغ خداوندی سے ہمیشہ کیلئے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ حضورؐ اپنی زندگی کے آخری سانس تک یہی فرماتے رہے لوگو میرے بعد فرمان قدوسی کو پسِ پشت نہ ڈالدینا ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله یعنی میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان پر عمل کرتے رہوگے کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک اللہ کی کتاب (قرآن) اور دوسری میری سنت ۔ مکہ کے باہر پہاڑی گھاٹیوں کا تصور کرو۔ رات کی تاریکی نے رستہ کو پر خطر بنا دیا ہے بے پناہ مسافر نے خوف کی وجہ سے ڈیرا ڈالدیا ہے مگر حضور پر نور اس مقام پر بھی تشریف فرما ہیں کہ شاید ایک انسان ہی رحمت خداوندی سے فیضیاب ہو جائے۔

کوہ تنعیم کے دامن میں آپ کو بے یار و مددگار پاکر ایک کافر تلوار کھینچ کر متکبرانہ لہجہ میں بیدار کرکے کہتا ہے محمدؐ! تم کو کون بچا سکیگا اس وقت بھی وہ کلمہ زبان سے ادا فرماتے ہیں جو غافل انسانوں کے قلوب کیلئے صیقل کا کام دیتا ہے جس سے اُن کے کان ناآشنا ہوتے ہیں یعنی فرماتے ہیں اللہ بچا سکیگا۔ ہجرت کے موقعہ پر دشمن کا خوف لگا ہوا ہے حضرت ابوبکرؓ یار غار اقتضائے بشریت سے بےچین ہو جاتے ہیں عرض کرتے ہیں حضورؐ ہم پالئے گئے مگر تسکین کی تعلیم دیتے اور جمع خاطر کی تلقین فرماتے ہیں۔ سراقہ بن مالک ام معبد بریدہ بن خصیب اور ان کے ستر ساتھی یہ وہ اشخاص ہیں جنہوں نے چشمہ حیات اسی موقعہ پر پایا اور اسلام کے جاں نثاروں میں اپنا نام درج کرا دیا۔ عرب کے تمام قبائل آپ پر جاں نثاری کا اظہار کر رہے ہیں مگر ابی بن سلول کے پاس جب تبلیغ کی غرض سے تشریف لیجاتے ہیں تو نہایت گستاخانہ لہجہ میں کہتا ہے محمدؐ تمہاری سواری کی بُو سے میرا دماغ خراب ہو گیا۔ آپ تبسم فرماتے ہیں اور قرآنی آیات تلاوت فرماکر دعوت الی اللہ کا حق ادا فرماتے ہیں۔ آخری دن ہے زندگی کے چند گھنٹے اور باقی ہیں صحابہ کرام صبح کی نماز کے لئے مسجد میں موجود ہیں آپ کو درد سر و شدت ضعف سے کھڑے ہونے کی استطاعت نہیں مگر دعوت الی اللہ کا فرض قلب اطہر میں دریا کی طرح موجیں مارنے لگتا ہے کسی طرح گھسٹتے ہوئے سامنے آتے ہیں اور مجمع کو مخاطب فرماکر ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرماکر مسلمانوں کے قلوب کو فرحت بخشتے ہیں اور توحید ربانی کو ثابت کرتے ہوئے اخلاقی و معاشرتی تعلیم دیتے ہیں آخری سانس ہے موت کے آثار نمودار ہو رہے ہیں مگر اللہ کا نبی اپنے دیدۂ حق بین کو آسمان کی طرف بلند فرماکر زبان مبارک سے اللھم الرفیق الاعلیٰ کا ورد کرتا ہے۔ اپنے مالک حقیقی کے اسم مبارک کو جسکی تعلیم ساری زندگی دیتے رہے فراموش نہیں فرماتے اور اسی طرح عالم فانی سے حیات جاودانی کی طرف کوچ کر جاتے ہیں۔

بیشک دنیا کی تاریخ ایسا رہنما پیش کرنے سے قاصر ہے جس نے اپنی زندگی کے ہر آن و زمان کو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبودی میں صرف کر دیا ہو جس پر صدائے تبلیغ کے عوض میں تیر و تبر کی بارش ہوئی ہو جس نے محض اسی کی خاطر اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہدیا ہو جس کے جسم سے خون کی ندیاں بہہ نکلی ہوں وہ صرف رسولِ انس و جن کی ذات مبارک ہے جس نے ایک قلیل مدت میں انقلاب عظیم برپا کر دیا جس پر آج یورپ بھی حیرت کر رہا ہے ؎

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا + عرب میں شور تھا جو وقت اس کی آمد آمد کا

فقط

شاہ رفیع الدین احمد

جناب شیخ عطاء الرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر نے جید برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ محدث دار الحدیث رحمانیہ دہلی سے شائع کیا۔